اذان سے قبل تعوذ، بسم اللہ و صلوٰۃ و سلام پڑھنا جائز ہے۔

الصَّلٰوۃ والسَّلام علیٰ خیرِ الانام فی کُلِّ محلٍ و فی کُلِّ آن

امام المناظرین مفسر قرآن
حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ادارہ اشاعت العلوم وسن پورہ لاہور

اذان سے قبل درود و سلام پڑھنے کا ثبوت

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عَلٰی خَیرُالاَنَام

فِی کُلِّ مَحَلَ وَفِی کُلِّ آن

نام کتاب ____ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عَلٰی خَیۡرُ الۡاَ نَام فِیۡ کُلِّ مَحَلۡ وَ فِیۡ کُلِّ آن

مُصنف ______ اِمامُ المناظرین مفسرِ قرآن حضرت علامہ مولانا صوفی محمد اللہ دتا نقشبندی، قادری، مجددی

اشاعت _____ پنجم

تعداد _______ اشاعت اول تا سوم پانچ ہزار (۵۰۰۰)

چہارم پانچ ہزار (۵۰۰۰)

پنجم دس ہزار (۱۰۰۰۰)

کمپوزنگ ____ فیصل ایوب قادری [0345-4007011]

ناشر _______ اِدارہ اشاعت العلوم وسن پورہ لاہور۔

ہدیہ _______ 30/-

ایصالِ ثواب بحق قبلہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

دُعائے خیر بحق معاونین ادارہ

<u>ملنے کا پتا</u>

فہرست

پیش لفظ

بعض جُہلا نے اذان سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی مخالفت میں ایک طوفانِ بدتمیزی بپا کیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اسی گروہ نے لاہور سے ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان **”اذان سے قبل تعوذ بسم اللہ وصلوٰۃ وسلام پڑھنا ناجائز اور ممنُوع ہے۔“** جس کے جواب میں فقیر نے ایک کلنڈر نما اشتہار شائع کیا جس میں مندرجہ بالا اعمال کو جائز اور مسنون ثابت کیا۔ یہ اشتہار پشاور سے کراچی تک پھیلایا گیا جس کا جواب منکرین سے آج تک نہ بن سکا۔ صرف لاہور کے ایک دیوبندی مولوی عبدالرشید نے اس مسئلہ پر تحریراً گُفت وشنید شروع کی۔ جس کا سلسلہ بند ہونے پر اُس گفتگو کو بحذفِ زوائد ہَدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ تا کہ اہلِ سُنّت منکرین کے مبلغِ عِلم کا اندازہ کر سکیں۔

محمد اللہ دِتّا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن
اما بعد۔ مانع کہتا ہے۔

اعتراض نمبر 1

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس اذان کی تعلیم دی ہے اس میں اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام تابعین تبع التابعین رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی جو اذان عالمِ اسلام میں ہوتی تھی۔ اِس میں کہیں اس کا سُراغ نہیں ملتا۔ نیز ہم امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلّد ہیں۔ ان سے بھی اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اذان سے قبل صلاۃ وسلام بلند آواز سے پڑھنے کی بدعت کافی عرصہ بعد ایجاد ہوئی ہے۔ چونکہ ہم حنفی اہلسنّت و جماعت ہیں اِس لیے ہمیں سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جماعتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اتباع اور پیروی میں اذان ٹھیک اِسی طرح دینی چاہیئے جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی اور سکھائی اور صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح عملاً اذان دیتے رہے۔

الجواب

مجوّزین کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ اذان سے قبل بلند آواز صلوٰۃ وسلام پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سُنّت ہے۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہراُس موقع اور محل میں جہاں کوئی مانع شرعی نہ ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے اور اس استحباب میں کسی قسم کی کوئی قید بھی نہیں کہ سراً پڑھے یا جہراً ہر طرح سے عامل عند اللہ ماجور ہے۔

ادّلہ شرعیہ چار ہیں۔ ۱۔ قرآن مجید، ۲۔ احادیث شریفین، ۳۔ اجماع، ۴۔ قیاس۔ جب کوئی مسئلہ ان چاروں میں سے کسی ایک دلیل سے ثابت ہوجائے۔ اُس پر عمل کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ قبل از اذان بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا ادّلہ شرعیہ سے ثابت ہے یا نہیں۔

دلیل اوّل قرآن پاک

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾[1]

''اے ایمان والو نبی پر درود بھیجو، اور خوب سلام کہو۔''

دلیل ثانی: حدیث شریف

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایُبْدَءُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔[2]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہر

---

[1] سورۂ احزاب آیت ۵۶۔

[2] الجامع الصغیر جز ۲ ص ۹۲

اچھا کام جس کی ابتداء حمدِ باری تعالیٰ اور مُجھ پر درود شریف سے نہ کی جائے۔ وہ ناقص اور ہر قسم کی برکت سے خالی ہوتا ہے'' عندالشّر یعت کسی شمار میں نہیں۔

اسی حدیثِ مبارک سے ثابت ہوا کہ ہر اچھے کام کی ابتداء حمدِ باری تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود سے کرنی چاہیئے ورنہ وہ کام برکت سے خالی اور بے کار ہوگا۔ چونکہ اذان بھی ایک امر ذی بال یعنی اچھا کام ہے۔ اس کی ابتداء بھی حمدِ باری تعالیٰ اور درود شریف سے کرنی چاہیئے۔ فرمانِ نبوی میں بھی اِس قسم کی کوئی قید نہیں کہ سراً پڑھے یا جہراً۔ جس طرح بھی پڑھے گا عملاً تبرک حاصل ہوگا۔

ہم یعنی مجوّزین یہ نہیں کہتے کہ حمد وصلاۃ بلند آواز سے ہی پڑھے بلکہ اگر آہستہ بھی پڑھے گا مقصد حاصل ہے لہٰذا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان سے قبل بلند آواز سے حمد وصلاۃ پڑھنا اگر نقلاً ثابت نہیں یہ مانعین کو مُفید نہیں کیونکہ ہر دو طریقے درست ہیں کہ سرّاً پڑھے یا جہراً۔

مانعین کو لازم ہے کہ اِدّلہ شرعیہ کے تحت ثابت کریں کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا منع ہے۔ مانع صاحب نصِ قرآنی اور ہماری پیش کردہ حدیث شریف کا جواب یوں دیتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲

یہ آیت کوئی نئی نازل نہیں ہوئی، بلکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعین تبع تابعین غرض اسلام کی ابتدائی ۷۔۸ صدیوں تک سارے عالمِ اسلام کے بزُرگانِ دین، اولیاء کرام، عُلماء ومشائخ نیز بڑے بڑے محدّثین ومُفسّرین اور فقہا اس آیت کو تلاوت کرتے

رہے۔اس کی تفسیر لکھتے رہے اوراس کی بُنیاد پر دُرود شریف کے فضائل بیان کرتے رہے لیکن ان میں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے اذان سے قبل بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھا ہو۔ یا اِس کا حُکم دیا ہو۔لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس آیت کا یہ تقاضا قطعاً نہیں ہے کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھا جائے۔

جس حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا چاہیئے اس کے متعلق علاّمہ منادی شارح جامع صغیر کہتے ہیں۔

قَالَ الرُّهَادِيُّ غَرِيْبٌ تَفَرَّدَ بِذِكْرِ الصَّلٰوةِ فِيْهِ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ وَهُوَ ضَعِيْفٌ جِدًّا لَا يُعْتَبَرُ بِرِوَايَتِهٖ وَلَا بِزِيَادَتِهٖ مِنْ ثَمَّ قَالَ التَّاجُ السُّبْكِي حَدِيْثٌ غَيْرُ ثَابِتٍ وَقَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ فِيْ اِسْنَادِهٖ ضُعَفَا وَ مَجَاهِيْلُ وَقَالَ فِيْ اللِّسَانِ كَاُصْلِهٖ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ قَالَ الدَّار قُطْنِيْ مَتْرُوْكٌ يَضَعُ الْحَدِيْثَ وَقَالَ الْخَلِيْلِيُّ شَيْخٌ ضَعِيْفٌ وَالرَّادِيْ عَنْهُ حُسَيْنُ فِ الزَّاهِدُ الْاَصْفَهَانِيُّ مَجْهُوْلٌ وَرَدَّاهُ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَابْنُ مَنْدَه وَغَيْرُ هُمْ بِاَسَانِيْدَ كُلُّهَا مَشْحُوْنَةٌ بِالضُّعَفَاءِ وَالْمَجَاهِيْلِ۔

لوگوں کو گُمراہ کرنے کے لیے وضاعین کی احادیث مجہول راویوں کی روائتیں موضوع اورمن حدیثیں بیان کرنا نازیب حرکت ہے۔

الجواب

میں کہتا ہوں کہ مانعین کا یہ کہنا کہ اکابرین السابقین میں سے کسی نے بھی اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام نہ پڑھا ہے۔اور نہ ہی پڑھنے کا حُکم دیا ہے۔یہ مبنی بر جہالت ہے کیوں کہ کسی کام کے کارخیر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں

کہ وہ ازمنہ سابقہ میں معمول بہٖ بھی رہا ہو۔ کارِخیر، کارِخیر ہی ہے۔ خواہ اس پر کوئی بھی عمل نہ کرے کارِبد، بدہی ہے خواہ سارا جہان اس پر عامل ہو۔ صرف اتنا کافی ہے کہ اس کام کی اچھائی پر یا تو قرآن شاہد ہو یا حدیث شاہد ہو۔ اس کے علاوہ عُلماء عاملین بھی اگر کسی کام کو اچھا جان کر عمل کا راستہ کھول دیں تب بھی دُرست ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ جس کام کو فرماں بردار لوگ اچھا جانیں وُہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔

قرآنی آیت مُبارک تو یہ کہتی ہے کہ کسی وقت، کسی طرح بھی خواہ سرّ اً خواہ جہراً صلاۃ وسلام پڑھنا اللہ تعالےٰ کے حُکم کی تعمیل کرنا ہے۔ جمیع اوقات میں یا بعض اوقات میں صلاۃ وسلام پڑھنا ایک امرِ مُستحب ہے۔ فرض یا واجب نہیں۔ اور یہ امرِ مُستحب، مستحبِ قطعی ہے یعنی نصِ قرآنی سے ثابت ہے۔

امرِ مُستحب کا مُنکر کافر ہے

اس مُستحب کا انکار کرنے والے کا وہی حُکم ہے جو دیو بند کے صدر مدّرس انور شاہ کشمیری نے مسواک کے استحباب کے مُنکر پر لگایا ہے۔

انور شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

> ''مسواک کرنا مُستحب ہے مگر اس کے مستحب ہونے پر ایمان فرض ہے۔ جو شخص مسواک کے مُستحب ہونے کا انکار کرے وُہ کافر ہے۔''[۱]

[۱] اکفار الملحدین ص۶

عَبد اللہ بن باز مفتیٔ اعظم سعودی عرب کا فتویٰ

عبداللہ بن باز مفتیِٔ اعظم سعودی عرب، مفتیِٔ اعظم نے بھی اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ

''درود شریف جمیع اوقات میں مُستحب ہے۔'' (یہ فتویٰ راقم کے پاس موجود ہے)

اہلِ سُنّت کی بلند پایہ کتاب شفا شریف میں ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زندگی میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔اس کے علاوہ مُستحب۔اسلامی طریقوں میں سے ایک طریقہ اور اہلِ اسلام کا شعار ہے۔

اسنادِ حدیث پر علّامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا ماحاصل

علّامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری پیش کردہ حدیث پر جو جرح نقل فرمائی ہے۔اس جرح کا کوئی صیغہ ایسا نہیں جس سے حدیث شریف کو موضوع قرار دیا جاسکے۔زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حدیث ضعیف ہے جو کہ باتفاقِ مُحدّثین فضائلِ اعمال میں مقبول ہے۔

اہلِ علم کا عمل حدیث کی صحت پر دلیل ہوتا ہے

خاتمُ الحفّاظ سیّدی جَلاَلُ الدّین سیّوطی فرماتے ہیں۔

''اہلِ علم کا عمل حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے' اگرچہ' حدیث کی اسناد غیر معتمد ہی کیوں نہ ہو''۔[1]

اب دیکھنا ہے کہ ہماری مستدلہ حدیث شریف اہلِ علم کے نزدیک معمول بہ ہے یا نہیں۔

---

[1] تعقباب عربی ص ۱۴

○—— خُود علّامہ مناوی جو جرح نقل کرنے والے ہیں انہوں نے اپنی شرح بنام فیض القدیر کو حمد وصلاۃ سے شُروع کیا ہے۔

○—— تمام مُحدّثین، مُفسّرین، شارحینِ حدیث، اور فقہا نے اپنی اپنی تصنیفات اور تالیفات کی ابتداء حمد وصلاۃ سے ہی کی ہے۔

مؤلفین کُتب موضوعات کا عمل

مؤلفین کُتبِ موضوعات مثلاً

○—— ابنِ قیم نے ''المنار المنیف فی الصحیح و الضعیف'' کو۔

○—— علی قاری مکّی نے اپنی کتاب ''المصنوع فی معرفت الحدیث الموضوع'' کو

○—— علّامہ طاہر پٹنی نے ''تذکرۃ الموضوعات'' کو۔

○—— افظ سیوطی رضی اللہ عنہ نے ''تعقبات'' کو۔

○—— محُمد بن علی شوکانی نے ''فوائد المجموعہ'' کو حمد وصلاۃ سے ہی شروع کیا ہے۔ لہٰذا اہلِ علم کے عمل کی بناء پر حدیث شریف اسنادی ضُعف سے نکل کر مقامِ صحت کو پہنچ گئی۔ اس پر اور بھی کمال ہے کہ موضوعات پر لکھی گئی کسی کتاب میں بھی اِس حدیث شریف کو موضوع من گھڑت نہیں کہا گیا۔

اعتراض نمبر ۳

مانع یہ بھی کہتا ہے کہ اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ اَلْاَمْرُ لَا یَقْتَضِی التَّکْرَارَ وْ لَا یَحْتَمِلُہٗ[1]۔ یہ ہی وجہ ہے کہ نماز روزے کا تکرار ان کے اسباب کی طرف منسوب کیا گیا ہے لہٰذا اصولِ فقہ کے اِس قاعدے کو مدِّنظر رکھتے ہوئے آپ صلاۃ وسلام کا

[1] ترجمہ:۔ امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ اس کا احتمال رکھتا ہے۔

تکرارنصِ قطعی قرآنی سے ثابت کریں۔ جب تک آپ امر کا مقتضی تکرار ہونا ثابت نہیں کردیتے اس وقت تک آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ ہر روز کی پنجگانہ اذان سے قبل بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے اس آیت کو پیش کریں۔

جواب

میں کہتا ہوں کہ مانع صاحب دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمۂ طیبہ ایک مرتبہ ہی پڑھ لینا تُؤْمِنُوْ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ پر عمل ہوگیا۔ اور آپ کے نزدیک امر تکرار کا مقتضی بھی نہیں لہٰذا کسی مُسلمان کو زندگی بھر میں دُوسری مرتبہ کلمہ طیّبہ پڑھنے کا بھی حق حاصل نہیں جو تُم جواب دوگے وہی ہمارا جواب ہوگا۔

اعتراض نمبر ۴

مانع کہتا ہے کہ کسی روایت کے موضوع ہونے کی علامات میں سے ایک علامت عُلماء ومُحدّثین نے ''یہ لکھی ہے''۔

اَوْ یَکُوْنُ خَبْرًا عَنْ اَمْرٍ جَسِیْمٍ تَتَوَفَّرُ الدَّ وَاعِیْ عَلٰی نَقْلِہٖ بِمَحْضَرِ الْجَمْعِ ثُمَّ لَا یَنْقِلُہٗ مِنْھُمْ اِلَّا وَاحِدٌ[1]

یعنی کوئی ایسی اہم اور عام بات روایت کی جائے جس کی عمومیّت کے باعث چاہیئے تھا کہ اس کے نقل کرنے والے کثیر التعداد ہوں لیکن ایسی حالت میں صرف ایک شخص روایت کرتا ہے۔ تو یہ دلیل ہے کہ وہ روایت موضوع من گھڑت ہے۔

جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ مانع نے عربی متن کا ترجمہ صحیح نہیں کیا۔ عربی عبارت کچھ کہہ رہی ہے، اور مانع کچھ کہہ رہا ہے خیر تضیعِ وقت سے بچنے کے پیش ِنظر ترجمہ کی تصحیح

[1] تدریب الروای جلد ا ص ۲۷۶

کی کوئی ضرورت نہیں اہلِ بصیرت خود ہی فیصلہ کر لیں گے مانع صاحب سے دریافت طلب تو یہ بات ہے کہ جس کتاب سے مذکورہ علامت نقل ہے وہ کس صاحب کی کتاب ہے؟ ہاں ہاں یہ وہی حافظ الحدیث امام جَلَالُ الدّین سیوطی رضی اللہ عنہ کی کتاب جو الجامعُ الصغیر کے جامع ہیں۔ اصولِ حدیث میں علّامہ نووی رضی اللہ عنہ کا ایک رسالہ بنام ''تقریب'' ہے جس کی شرح تدریب الراوی ہے۔ صاف صاف فیصلہ ہو گیا کہ مذکورہ بالا عبارت کے مطابق اگر حدیث کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ (الحدیث) موضوع اور من گھڑت ہوتی تو امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ اِس حدیث کو جامع صغیر میں کیوں درج فرماتے۔ حالانکہ امام صاحب نے موضوعات پر بھی ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں مرتّب فرمائی ہے۔ اس حدیث کو اس کتاب میں درج کرنا چاہیئے تھا۔ اِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ۔ ثابت ہوا کہ اصولِ حدیث پر عبور رکھنے والی شخصیت امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی یہ حدیث موضوع و من گھڑت نہیں پھر کسی بے علم کی ٹیں ٹیں چہ معنی دارد۔

اعتراض نمبر ۵ مانع کی ایک اور بڑ

مانع کہتا ہے کہ علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں یہ التزام کیا ہے کہ ہر حدیث کے بعد اگر وہ صحیح ہو تو ''صح'' اگر حسن ہو تو ''ح'' اور اگر ضعیف ہو تو ''ض'' لکھ دیتے ہیں۔ لیکن حدیث کل امرٍ ذی بال الخ کے بعد علامہ سیوطی نے صحیح یا حسن ہونے کی علامت تو درکنار ضعیف ہونے کی علامت ''ض'' بھی نہیں لکھی۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے۔

جواب

میں کہتا ہوں کہ مانع صاحب، ہماری پیش کردہ حدیث کے موضوع اور من

گھڑت ہونے کی جس بات پر تُم نے بنیاد رکھی ہے اس سے تو یہ صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ جامع صغیر کی بیش تر احادیث من گھڑت نہیں۔ کیوں ایک دو یا چار نہیں بلکہ بہت سی احادیث ایسی ملتی ہیں جن پر امام جلال الدین سیوطی نے کوئی بھی رمز نہیں لکھی۔ مثلاً جامع صغیر ص۲ پر مندرجہ ذیل احادیث پر کوئی رمز نہیں۔

① —— آدم فِی السَّمَاءِ الدُّنْیَا (الخ)

② —— اَفَةُ الدِّیْنِ ثَلَاثَةٌ۔

③ —— آکُلُ کَمَا یَاکُلُ الْعَبْدَ۔

④ —— آل لقُرْآنِ آلُ اللّٰہِ۔

⑤ —— آمروا النسآءَ فِیْ اَنْفُسِھِنَّ۔

⑥ —— أتدا مرامن ھذہ الشجرۃ یعنی الزیت۔

⑦ —— ائتزروا کما رایت الملئکۃ تا تزر

⑧ —— اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّرْزُقَ عَبْدَہُ الْمُؤمِنَ۔

⑨ —— اِبتغُوا الرِّفْعَۃَ عِنْدَ اللّٰہِ۔

⑩ —— اِبْتَغُوا الْخَیْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْہِ

⑪ —— ابد المودۃ لمن واڈك۔

گیارھویں شریف کے نام کے گیارہ حوالے تو میں نے نقل کر دیئے ہیں اور جو چاہے وہ مزید تلاش کرے۔

اعتراض نمبر ٦

مانع نے یہ بھی کہا ہے کہ پیش کردہ حدیث (کل امرٍ ذی بالٍ) کی رو سے تو یہ لازم آتا ہے کہ نماز خواہ فرض ہو یا سُنّت، واجب ہو یا نفل اس کی نیّت باندھنے

سے پہلے صلاۃ وسلام پڑھا جائے۔ نیز جماعت کرانے سے پہلے سارے نمازی پہلے صلاۃ وسلام پڑھیں پھر نماز شروع کریں۔ اسی طرح کھانا کھانے پانی پینے جانور ذبح کرنے غرض ہر کام سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مُستحب ہو۔

جواب

میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا کیا بھی جائے تو اِس میں کونسا حرج ہے فضیلت ہی فضیلت ہے۔ شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فضیلت و استحباب صلوٰۃ بر سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شامل کل احوال وجمیع اوقات ست۔ [1]

''سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف کی فضیلت تمام احوال اور تمام اوقات کو شامل ہے۔''

یہ ہی حضرت مزید فرماتے ہیں۔

شک نیست کہ صلاۃِ نبوی در جمیع مواطن خیر و محالِ برکت مُستحسن و مُستحب است۔ [2]

''اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صلاۃِ نبوی تمام خیر و برکت کے مقامات میں مُستحب و مُستحسن ہے۔''

مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں

کہ فرائض و واجبات و سُنن ادا کردہ نیز حقوقِ عباد کہ باد متعلق باشد ادا نمودہ جُملہ وقت در دُرود شریف صرف کند ایں فضیلتے است بس عظیم حق تعالیٰ ھر مومن را

[1] جذْبُ القُلُوب اِلٰی دِیارِ المَحبُوب ص۱۸۸

[2] جذْبُ القُلُوب اِلٰی دِیارِ المَحبُوب ص۱۹۰

نصیب گرداند[1]

''جو کوئی فرائض و واجبات اور سُنتیں ادا کرنے اور حقوق العباد جو اس کے ذمّہ ہیں ادا کرنے کے بعد تمام وقت درود شریف پڑھنے میں صرف کرتا ہے، یہ عظیم فضیلت کا کام ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایماندار کو نصیب کرے۔''

ثابت ہوا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے فارغ ہونے کے بعد تمام اوقات درود شریف میں صرف کرنا بہت بڑی فضیلت ہے۔ (جو دیوبندیوں کو نصیب نہیں)

مخالف کو بالآخر ہماری بات تسلیم کرنی پڑی

بڑی لمبی چوڑی قِیل وقَال کے بعد ہمارے مخالف نے ٹانگوں کے نیچے سے کان پکڑ لیے۔ مانع لکھتا ہے۔

اعتراض نمبر ۷

اس آیت (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝۵۶)[2] پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر مومن اپنی زندگی بھر میں کسی ایک وقت میں جس کا تعیّن مِن جانب اللہ نہیں ایک بار صلوٰۃ وسلام پڑھے میری تمام تحریر کا مقصد صرف یہ ہے کہ اِس آیت کے اندر آنیوالے امر کے دو صیغوں سے ایک سے زائد بار درود شریف پڑھنے کا ثبوت نہیں ہوتا میری اس تحریر کا

[1] فتاویٰ دیوبند جلد ۲ ص۱۰۳

[2] سورۃ الاحزاب:56

یہ مقصد ہر گز نہیں ہے کہ کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مُستحب نہیں ہے بلکہ میں اور میرے تمام اکابر علماء دیو بند کثرت سے صلاۃ وسلام پڑھنے کو اعلیٰ درجہ کے اعمالِ مستحبہ میں شمار کرتے ہیں لیکن یہ کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا استحباب احادیث مبارکہ سے ثابت ہے نہ کہ مندرجہ بالا آیت کے اقتضا سے۔

جواب

میں کہتا ہوں کہ دیو بندی صاحب تُم نے تھوک کر خوب چاٹا ہے۔ تم نے تو یہ کہا تھا کہ جب کوئی نَصِ قطعی تکرار کی مقتضیٰ نہ ہو۔ ایک سے زائد مرتبہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ اب تُم کہتے ہو کہ کثرت سے صلاۃ وسلام پڑھنا میرے اور میرے اکابر عُلماء دیو بند کے نزدیک اعلیٰ درجہ کا عملِ مُستحب ہے۔ لیکن یہ بقول تمہارے حدیث سے ثابت ہے نہ کہ قرآن مجید سے بطریقِ تنزّل اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا احادیث سے ہی ثابت ہے مدعیٰ ہمارا پھر حاصل ہے کیونکہ اَدلّہ اربعہ شرعیہ میں سے کسی بھی ایک دلیل کے تحت اگر مسئلہ ثابت ہو جائے اس کے ماننے میں ایمان والوں کو بالکل کوئی باک نہیں۔

کثرت سے صلوٰۃ وسلام برخیرِ الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھنے کے استحباب کو جو تسلیم کرتا ہے۔ وہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کیوں کرئے گا؟ اگر کرے تو یہ اُس بات کا بین ثبوت ہے کہ منع کرنے والا مخبوط الحواس ہے اور کثرت کی حقیقت سے باخبر نہیں۔ لیجئے کثرت کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

کثرت سے پڑھنے کی حقیقت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ [1]

[1] سورۃ احزاب:41

''اے ایمان والو! کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔''

پھر کثرت ذِکر کی وضاحت خود ہی فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ[1]

''یعنی کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو۔''

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ جمیع اَحْوَال اور اَماکِنْ میں ذِکر کرنا ذِکر کثیر ہے۔ جب مخالف نے کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے استحباب کو تسلیم کرلیا اور کثرت کا لفظ ہمہ اوقات کو شامل ہے اور اذان سے قبل جو وقت ہے وہ وقت من الاوقات ہی ہے۔ پھر منع کرنے کی کونسی وجہ ہے۔

مخالف کی اِس بات کا جواب کہ تکرار صلوٰۃ وسلام آیت مستدلّہ کا اقتضاء نہیں

یہ بھی مخالف کا جہل ہے یا تجاہل کیونکہ جب وجوب مطلق ہوتو وُہ مرۃً واحدۃً ۔ اور تکرار دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

ہماری مستدلّہ آیتِ مُبارکہ کے متعلق فقہاء اور مفسرین کا مسلک ملاحظہ ہو۔

علامہ سُلَیمانی جُمل رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں

هٰذِهِ الْاٰيَتُ دَلِيْلٌ عَلٰى وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِّوُجُوْبِ التَّكْرَارِ وَعَلَيْهِ قِيْلَ

[1] سورۃ النساء:103

يُجِبُ ذَالِكَ كُلَّمَا جَرٰى ذِكْرُهٗ۔[۱]

یعنی اس آیت میں وجوب مطلق ہے جو کہ تکرار کو بھی شامل ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

صاحب مدارک شریف فرماتے ہیں

هِيَ وَاجِبَةٌ مَرَّةً عِنْدَ الطَّحَاوِيِّ وَكُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهٗ عِنْدَ الْكَرْخِيِّ وُهُوَ الْاِحْتِيَاطُ وَعَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ۔[۲]

امام طحاوی کے نزدیک صلوٰۃ وسلام زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ اور امام کرخی کے نزدیک جب بھی آپ کا اسم مُبارک ذکر کیا جائے تو صلوٰۃ وسلام پڑھنا واجب ہے۔ اسی میں احتیاط ہے اور یہ ہی جمہور کا مسلک ہے۔

صاحب کشّاف لکھتے ہیں

وَالَّذِيْ يَقْتَضِيْهِ الْاِحْتِيَاطَ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ عِنْدَ كُلِّ مَاذُكِرَ[۳]

یعنی صلوٰۃ وسلام کے مسئلہ میں احتیاط کا تقاضہ یہ ہی ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر ہو صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے۔

علّامہ قُرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

علّامہ قُرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔[۴]

---

۱ جمل شریف جلد ۳ صہ ۴۵۴
۲ مدارک جلد ۴ صہ ۱۸۱
۳ کشاف جلد ۳ صہ ۵۵۸
۴ تفسیر قرطبی نمبر ۱۴ صہ ۲۳۳

تفسیر مظہری میں ہے

اَلْاٰیَۃُ تَدُلُّ عَلٰی وَجُوْبِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ فِیْ الْجُمْلَۃِ[۱]

علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فتویٰ بر آں است کہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مجلس ھر چند تکرار باید۔ یک نوبت درود شریف واجب است۔[۲]

یعنی فتویٰ اِس حُکم پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اگرچہ مجلس میں بار بار مذکوُر رہو ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھنا واجب ہے یعنی عمر میں نہیں بلکہ ہر مجلس میں۔

اُصولِ فقہ کے ماہر علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عِنْدَ الشَّافِعِیّ لَیْسَ الْاُوْلٰی وَیَجِبُ فِی الثَّانِیَۃِ وَاَجَابَ عَنْہَ صَاحِبُ الْہِدَایَۃِ بِاَنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیّ خَارِجَۃَ الصَّلٰوۃِ وَاجِبَۃٌ اِمَّا مَرَّۃً اَوْ کُلَّ مَاذُکِرَ۔[۳]

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قعدہ اولیٰ میں درود شریف سُنّت ہے۔ اور دوسرے قعدہ میں واجب صاحبِ ہدایہ شریف نے اس کا یوں جواب دیا ہے کہ نماز سے باہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف واجب ہے۔ ایک مرتبہ یا جب بھی آپ کا ذکر ہو نماز میں واجب ہونے کا سوال ہی نہیں۔

---

[۱] مظہری شریف جلد ۷ صہ ۳۷۵

[۲] تفسیر حسینی جلد ۲ صہ ۲۰۶

[۳] تفسیرات احمدیہ صہ ۴۲۸

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود شریف مطلق واجب ہے اور مطلق وجوبِ تکرار کا مقتضیٰ بھی ہے اور اسی لیے تکرار کو جمہور کا مسلک قرار دیا گیا ہے اور یاد رہے تکرار قلّت اور کثرت ہر دو کو شامل ہے لہٰذا اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کرنا۔ کثرتِ صلوٰۃ وسلام کے استحباب کا انکار ہے۔

نوٹ: نصِ قُرآنی اور احادیث میں اس بات کی کوئی پابندی نہیں کہ صلوٰۃ و سلام سِراً پڑھا جائے یا جہراً۔ لہٰذا ہر دو طریقے دُرست ہیں۔ کسی فرد کو چون و چرا کی گنجائش نہیں۔

ضمیمہ

بوقتِ اذان نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی تکلیف اگرچہ دیوبندی اور غیر مقلد ہر دو طائفہ کو ہے لیکن ان میں سے سب سے زیادہ تکلیف محسوس کرنے والا ایک غیر معروف شخص ''حکیم ہاشمی'' علیہ ماعلیہ ہے جس کا مبلغِ علم صرف اور صرف لفظ ''بدعت'' ہے یا کذب بیانی مشغلہ ہے۔ لہٰذا اُس کی کذب بیانی کا انکشاف بھی ضروری ہے۔

حکیم صاحب کا کذب واعتراض نمبر1

لکھتا ہے شیخ الصوفیہ امام عبدالوہاب الشعرانی لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ آجکل مؤذن جس طرح سلام پڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں تھا۔ اور نہ ہی حضرات خلفائے راشدین کے زمانے میں۔ بلکہ اس کی ایجاد مصر میں رافضیوں کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ [1]

جواب

شیخ الصوفیہ قطبِ شعرانی رضی اللہ عنہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

قَالَ شَیْخُنَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمْ یَکُنِ التَّسْلِیْمُ الَّذِیْ یَفْعَلُہُ الْمُؤَذِّنُوْنَ فِیْ اَیَّامِ حَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔ قَالَ کَانَ فِیْ اَیَّامِ الرَّوَافِضِ بِمِصْرَ شَرَعُوْا التَّسْلِیْمَ عَلَی الْخَلِیْفَۃِ وَوُزَرَائِہٖ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلٰی اَنْ تُوُفِّیَ الْحَاکِمُ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَوَلَّوْا اُخْتَہٗ فَسَلَّمُوْا عَلَیْھَا وَعَلٰی وُزَرَائِھَا مِنَ النِّسَاءِ فَلَمَّا تُوُلِّیَ

[1] اشتہار بعنوان ''کیا ہر بدعت گمراہی نہیں'' سلسلہ نمبر ۱۷ ص ۱

اَلْمَلِکُ الْعَادِلُ صَلَاحُ الدِّیْنِ بْنُ اَیُّوْبَ فَاَبْطَلَ ھٰذِہِ الْبِدَعَ وَاَمَرَ الْمُوَذِّنِیْنَ بِالصَّلَاۃِ وَالتَّسْلِیْمِ عَلٰی رُسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدْلَ تِلْکَ اَلْبِدَعِ وَاَمَرَاھْلَ الْاَبْصَارِ وَالْقُرٰی فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔[1]

ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مؤذّن جوسلام پڑھتے ہیں یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایّامِ حیات میں نہ تھا۔ اور نہ ہی خلفاء راشدین کے وقت میں تھا۔ جس وقت مصر میں رافضیوں کی حکومت تھی تو رافضی مؤذنوں نے رافضی خلیفہ اوراس کے وزیروں پر سلام کہنا شروع کیا۔ جب رافضی حاکم مَر گیا تو اس کی بہن والیِ مصر ہوئی تو ان مؤذنوں نے اس رافضی عورت اوراس کے وزیروں پر سلام پڑھنا شروع کردیا۔ جب بادشاہ عادل صلاح الدین ابن ایوب حاکم مصر ہوئے۔ انہوں نے اس بدعت کو ختم کردیا۔ اور مؤذنوں کو حکم دیا کہ وہ اس بدعتِ مذمومہ کے بدلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھا کریں۔ تمام شہروں اور دیہاتوں میں یہ ہی حکم جاری فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جزادے۔

حکیم ہاشمی صاحب کی نقل کردہ عبارت اوراصل عبارت میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم صاحب نے کس قدر دجل سے کام لیا ہے۔ شیخ قطبِ شعرانی رضی اللہ عنہ کا عادل بادشاہ صلاح الدین ایوبی کے حق میں یہ فرمانا کہ ''جزاہ اللہ خیرًا'' سے صاف ظاہر ہے۔ یہ فعل مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

اگرچہ کشف الغمہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد کسی اورعبارت کا جواب دینے

---

[1] کشف الغمہ جزاوّل صہ ۲۸

کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن مانعین کی کذب بیانیوں کا انکشاف ضروری سمجھتے ہوئے دیگر علماء کی عبارتوں کی وضاحت بھی ہدیۂ ناظرین ہے۔

حکیم صاحب کا کذب واعتراض نمبر ۲

حکیم ہاشمی صاحب لکھتے ہیں۔ امام ابنِ حجر المکی الشافعی اپنے ''فتاویٰ کُبریٰ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''ہمارے مشائخ وغیرہم سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا۔ کہ اذان کے بعد جس کیفیت سے (چلّا چلّا کر) آج کل مؤذن صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ اصل درود شریف پڑھنا تو سُنّت ہے لیکن یہ کیفیت بدعت ہے''۔[1]

جواب

حکیم ہاشمی صاحب نے جو کچھ نقل کیا ہے یہ امام ابنِ حجر مکی رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی چوڑی عبارت سے آخری ایک سطر کا ترجمہ ہے۔ اس سے قبل ابنِ حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَمْ نَرَ فِیْ شَیْئٍ مِّنْهَا التَعَرُّضُ لِلصَّلٰوۃِ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَذَانِ۔ وَلَمْ نَرَاَیْضًا فِیْ کَلَامِ اَئِمَّتِنَا تَعَرُّضًا لِّذٰلِكَ۔

یعنی ہمیں کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جو کہ اذان سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے سے تعارض کرتی ہو (یعنی منع کرتی ہو) اور نہ ہی ہم اپنے آئمہ کرام کے کلام میں اس کے معارض کچھ دیکھا ہے۔

پھر فرماتے ہیں

قَدْ اَحْدَثَ الْمُوَذِّنُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلٰی رَسُوْلِ

[1] اشتہار سلسلہ ۱۷ صـ۲

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقْبَ الْاَذَانِ لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ اِلَّا الصُّبْحَ وَالْجُمُعَۃَ فَاِنَّھُمْ یُقَدِّمُوْنَ ذَالِکَ فِیْھِمَا عَلَی الْاذَانِ وَاِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّھُمْ لَا یَفْعَلُوْنَہٗ غَالِبًا یَضِیْقُ وَقْتُھَا وَکَانَ ابْتِدَا حُدُوْثِ ذَالِکَ فِیْ اَیَّامِ سُلْطَانِ النَّاصِرِ صِلَاحِ الدِّیْنِ بْنِ اَیُّوبَ وَبِاَمْرِہٖ فِیْ مِصْرَ وَاَعْمَلِھَا وَسَبَبُ ذَالِکَ اَنَّ الْعَکِمَ الْمَخْذُوْلَ لَمَّا قُتِلَ اَمَرَتْ اُخْتُہٗ الْمُؤَذِّنِیْنَ اَنْ یَّقُوْلُوْا فِیْ حَقِّ وَلَدِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَی الْاِمَامِ الطَّاھِرِ ثُمَّ اسْتَمَرَّا لسَّلَامُ عَلَی الْخُلْفَاءِ بَعْدَہٖ اِلٰی اَنْ اَبْطَلَہٗ صَلَاحَ الدِّیْنِ الْمَذْکُوْرُ وَجَعَلَ بَدْلَہٗ الصَّلٰوۃَ وَالسَّلَامَ عَلَی النَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنِعْمَ مَا فَعَلَ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔[1]

فرض نمازوں کے لیے اذان کے بعد نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ و سلام مؤذنوں نے جاری کیا ہے۔ نمازِ فجر اور نمازِ جُمعہ کی اذان سے قبل پڑھتے ہیں۔ نماز مغرب میں غالباً اس لیے نہیں پڑھتے کہ اس کا وقت کم ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء سُلطان صلاح الدّین بن ایوب کے دور میں اس کے حُکم سے مصر اور مصر کے دوسرے علاقوں میں ہوئی ہے۔ اس کی ابتداء کا سبب یہ ہے کہ مصر کا مخذول حاکم جب مرا تو اُس کی بہن نے مؤذّنوں کو حُکم دیا کہ میرے بیٹے پر یوں سلام پڑھا کرو ''السلام علی الامام الطاہر'' پھر یہ کام اُس کے دیگر خلفاء کے وقت بھی ہوتا رہا۔

[1] فتاویٰ کبریٰ لابن حجر جلد اوّل صفحہ ۱۳۱

یہاں تک کہ سُلطان مذکور نے اُسے ختم کردیا۔ اوراس کی جگہ
نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ وسلام مقرر فرمایا۔ پس کیا ہی اچھا کام کیا۔
اللہ تعالیٰ اسے بہتر جزادے۔

ابنِ حجر مکی رضی اللہ عنہ نے جوفرمایا ہے کہ الاصل سنة و الکیفیت بِدعةٌ اِس کا مفہوم بھی مذکورہ بالاعبارت سے واضح ہوگیا کہ یہ نوایجاد فعل محمود ہے نہ کہ مذموم۔

حکیم صاحب کا اعتراض نمبر ۳ اور اسکی حقیقت

اس کے بعد حکیم ہاشمی صاحب نے مجالسُ الابرار اور اَلْمُدْ خَلُ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کی ہے اگرچہ مجالس ابرار ایک ایسی کتاب ہے جس کے متعلق کوئی علم نہیں کہ اس کا مؤلّف کون ہے۔ البتہ بعض مقامات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نامعلوم شخص ابنِ تیمیہ کا ہم خیال ہے۔ بہرحال مدخل ابن حاج اور مجالس الابرار میں صلوٰۃ وسلام کی پوری بحث پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بات ہے جو دونوں کتابوں میں مشترک ہے یایوں سمجھوکہ مؤلف مجالس ابرار نے ابنِ حاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اپنے الفاظ میں ادا کی ہے۔

ابنُ الحاج مالکی فرماتے ہیں

فَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنِیْنَ
عَلَی الْمَنَارِ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِلَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ مَشْرُوعًا[1]
یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا تمام حالات میں متاکد ہے لیکن مؤذنوں کا طلُوعِ فجر کے وقت منار پر پڑھنے کو عادتاً بنالینا مشروع نہیں۔

---

[1] اَلْمُدخَل جلد ۲ ص ۲۵۷

مجالس الابرار میں ہے

فَاِنَّ الصَّلوٰۃَ وَالتَّسلِیمَ اِنْ کَانَ مَشْرُوْعًا بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّۃِ وَکَانَ مِنْ اَکْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَاجَلِّھَا لٰکِنَّ اِتِّخَاذِھَا عَادَۃٌ فِی الْاَذَانِ عَلَی الْمَنَارَۃَ لَمْ یَکُنْ مَشْروعاً...ولیس لاحدان یضع العبادات اِلا فی مواضعھا التی وضعھا الشرع[1]

اگرچہ صلوٰۃ وسلام نصِ کتاب اور سُنّت سے مشروع ہے اور بڑی اور بہتر عبادات سے ہے لیکن اذان میں منارہ پر پڑھنے کو عادۃ بنانا مشروع نہیں۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ عبادات کو کسی ایسے موقع ومحل میں مقرّر کرے۔ جہاں شریعت نے مقرر نہیں کیا۔

جواب

ابنُ الحاج مالکی کی عبارت سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا جمیع حالات میں متاکدّ ہے اور قبل از اذان بھی حال من الحالات ہی ہے۔ لہٰذا یہاں بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا متاکدّ ٹھہرا۔ باقی رہا ابن الحاج رحمۃاللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ عادت بنانا مشروع نہیں۔ میں کہتا ہوں ایسا کرنا بھی مشروع ہے۔ بخاری شریف میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

اِنَّ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ مَادَامَ وَاِنْ تَلَّ
یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ مداومت ہمیشگی کو کہتے ہیں اور ایک کام کو

---

[1] مجالس الابرار ص ۳۰۷

ہمیشہ کرنا ہی عادت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہمیشگی اور عادت دونوں ایک ہی بات ہے۔

صاحبِ مجالس الابرار نے جو کہا ہے کہ عبادات کا وہی محل ہونا چاہیئے جو شریعت نے مقرّر کیا ہے یہ مؤلّف کی کوتاہ فہمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ وسلام ایک ایسی عبادت ہے۔ جس کے لیے شریعت نے کوئی محل وضع نہیں کیا۔ بلکہ جمیع احوال اور اَمَاکِنُ میں مُستحب ہے۔ جیسا کہ ہم صدرِ کتاب میں ثابت کر چکے ہیں۔

تنبیہ

قبل از اذان صلوٰۃ وسلام کا اجراء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے باہر نہیں بلکہ عین اطاعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ [۱]

یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کا اجر بھی ملے گا۔ اوراس کے بعد اُس اچھے طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا۔

سُلطان عادل صلاح الدین ایوبی کی قسمت قابلِ رشک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی عظیم الشان فعل جاری کرنے کی اُسے توفیق بخشی ایک تو اِس سُنّتِ حسنہ کے جاری کرنے کا اجر ملے گا۔ اور قیامت تک جو بھی اس اچھے طریقہ پر عمل کرے گا۔ اُس کے برابر سُلطان مذکور کو بھی اجر ملے گا۔ ذٰلِك فضل من اللّٰه تعالیٰ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوبِ وَدَآئِهَا وَعَافِيَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِيَائِهَا وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا اَبَدًا۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۳۳

سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بزمِ آخر کا شمعِ فروزاں ہوا
نُورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کو شایاں ہے عرشِ خُدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کے تلوؤں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسُل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حُسن والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو مُنہ چاہیئے
دینے والا ہے سچّا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھِلے چھُپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُلکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لا مکاں تک اُجالا ہے جس کا وُہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے مُردہ دلوں کو دی عُمرِ ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم